رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک سے

الفضل

سالانہ سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۴ | مورخہ ۲۲۔ اگست ۱۹۱۶ء | مطابق ۲۱ شوال ۱۳۳۴ ہجری | نمبر ۱۴

مدینۃ المسیح

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اچھی ہے۔

۱۹ تاریخ کو اخویم شیخ عبدالرحمن صاحب مصری مولوی فاضل معہ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری اجنالہ ضلع امرتسر میں ایک مباحثہ کے لئے تشریف لیگئے۔ گذشتہ اتوار کو وہاں حیات و وفات مسیح پر مولوی محمد ابراہیم صاحب سے قریباً تین سو آدمیوں کے مجمع میں غیر احمدی مولویوں سے مباحثہ ہو چکا ہے۔ جو بہت مفید ثابت ہوا تین چار آدمیوں نے بھی علی الاعلان کہدیا کہ وفات مسیح ثابت ہو گئی ہے۔ اس اتوار کو صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مباحثہ قرار پایا تھا۔ نتیجہ اور غالباً مفصل رپورٹ سے بعد میں آگاہ کیا جائیگا۔

ہفتہ مختتمہ میں مندرجہ ذیل مہمان وارد دارالامان ہوئے بابو عبدالحمید صاحب اڈیٹر ریلوے و حافظ محمد اسمٰعیل صاحب از لاہور۔ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب از بوشہر۔ مسٹر صاحب (صالح محمد) از جھانسی۔ مولوی عظیم اللہ صاحب از نابھہ۔ مرید حسین صاحب ہیڈ کنسٹبل پنشنر از موضع منڈے بید۔ محمد حسین صاحب اجمیری۔ محمد امین صاحب از گجرانوالہ۔ محمد عباد اللہ و ڈاکٹر عطا محمد صاحب از لودھیانہ غلام محمد صاحب از سیالکوٹ۔ چودہری اللہ رکھا صاحب از سرگودھا۔ شیخ فضل حق صاحب بابو محمد طفیل خان صاحب عبدالکریم صاحب از پٹیالہ۔ سید علی صاحب از جالندھر۔ اسحٰق احمد صاحب از بریلی۔ کرم الٰہی صاحب از تہال ضلع گجرات۔ محمد اسمٰعیل صاحب از سنگیال۔ چودہری علی احمد صاحب وزیر چک۔ فقیر علی تہہ غلام نبی۔ اسمٰعیل صاحب تیرداگ گول۔ ہیرا صاحب گول۔ میاں عیسیٰ صاحب بھاگو وال

مینجر کا ضروری نوٹس

جن احباب کا چندہ سالانہ اواخر جولائی یا ماہ اگست میں ختم ہوتا ہے۔ ان کے نام ۲۶ اگست کا الفضل وی پی ہو گا۔ وصول فرما کر مشکور کریں۔ جو صاحب وی پی وصول نہ کر سکیں وہ ادائے چندہ کی تاریخ سے اطلاع دیں۔

(مینیجر الفضل)

اخبار احمدیہ

سلسلہ عالیہ کی زمین لنکا میں ترقی

اخویم مکرم سی۔ ایچ منارا صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیلون تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا جلسہ عید کے دن سات بجے ہمارے وائس پریزیڈنٹ کے مکان پر ہوا۔ ڈاکٹر عبداللہ صاحب مالاباری اور ان کا بیٹا ہمارے مہمان تھے۔ ڈاکٹر صاحب نمی کاؤ میں تشریف لائے تھے۔ ہم اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ ہمیں ان کے ساتھ خوشگوار وقت گذارنے کا موقعہ ملا۔ میں آپ کو خوشی سے یہ اطلاع دیتا ہوں۔ کہ **ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔** اور ہمارے ممبر بھی بڑھ رہے ہیں۔ عید کے دن ہم نے تامل زبان میں ترجمہ کیا ہوا مضمون جو کہ مسٹر آئی۔ ایل۔ ایم۔ عبدالعزیز مرحوم کی قلم سے تھا شائع کیا۔ اس مضمون کا عنوان "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے مقدس مشن کا مختصر خاکہ" تھا۔ چونکہ تامل بولنے والے لوگ سیلون میں بکثرت ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ پیارے میرزا کے مشن کی صداقت بہت سے قلوب پر اثر کرے گی۔ خصوصاً اس لئے کہ مسٹر عزیز مودوں کی جماعت میں ایک ممتاز شخصیت کے آدمی گذرے ہیں۔ ہمارے ممبر حضرت خلافت مآب کے حضور اپنی مودبانہ اطاعت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور درخواست کرتے ہیں۔ کہ حضور اقدس ہمارے لئے دعا فرماویں ۞

میرے دو بھتیجے ہیں۔ ان کا باپ انہیں قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجنا چاہتا ہے۔ اسکا ارادہ ہے۔ کہ ان کو اسطرح پر تعلیم دلائی جائے۔ کہ وہ گریجوایٹ بنیں۔ ضروری فیس اور اخراجات ادا کئے جائیں گے آجکل یہاں ضرورت ہے۔ کہ اخویم عطاء الرحمٰن یا مسٹر سیال جیسا آدمی آئے۔ اشاعت احمدیت کا یہ خوب موقعہ ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں۔ اور لوگوں میں ایک جوش بھی پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن یہ مثل مشہور ہے۔ کہ نبی کی اپنے ملک میں قدر نہیں کی جاتی۔ ہماری باتوں کا ان لوگوں پر زیادہ اثر نہیں ہوتا۔ ہاں ان کو سلسلہ کی صداقت کا یقین ہو گیا ہے ۞

ایک مخلص برٹش احمدی کا خط
حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں

پچھلے دنوں ایک صاحب کے شت انگریز کے مسلمان ہونے کی نسبت اطلاع دی جا چکی ہے۔ اب انھوں نے اپنے اسلام کا اعلان خود لکھ کر ارسال فرمایا ہے۔ جسکا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"میں ہنری فرنک مارگن ایونس ابن ہنری ایونس نہایت ایمانداری سے اور پورے خلوص سے اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں اسلام کو اپنا دین رکھونگا۔ اور ایک اللہ کی عبادت کروں گا۔ میں ایمان رکھتا ہوں۔ کہ محمد اللہ کے رسول اور عبد ہیں۔ اور حضور سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ میرے لئے ایک مسلم کی زندگی گذارنے کی توفیق پانے کی دعا فرمادیں۔ اسلام قبول کرکے میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نے ایک صداقت کا اعلان کیا ہے۔ الفاظ میں اس خوشی کا لانا جو کہ میں محسوس کر رہا ہوں۔ ناممکن ہے۔ اور وہ خلوص اور صدق جو احمدی جماعت میں پایا جاتا ہے۔ اسکا اظہار میری زبان سے ناممکن ہے۔ الحمدللہ کہ اس جماعت میں وہ اجنبیت نہیں ہے۔ جو دوسری جگہ پائی جاتی ہے۔ برادران **فتح محمد اور قاضی عبداللہ صاحب کی نیک مثالیں میرے پیش نظر** ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان کے میرے پر کسقدر احسانات ہیں۔ میں اپنی شکر گذاری کے اظہار کے لئے الفاظ نہیں پاتا ۞

اسلام ایک بڑی میز ہے۔ جس کے گرد سب بیٹھ سکتے اور زندگی کا خوشی سے لطف اٹھا سکتے ہیں۔ جو کہ اس میز پر پھیلی ہوئی ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ حضور میرے لئے دعا فرمادیں گے۔ کہ میں اس میز پر بیٹھنے والوں میں سے ایک شمار کیا جا سکوں۔ میں چاہتا ہوں کہ سچا مسلمان بن جاؤں۔ اور اپنے تمام بھائی اور بہنوں کے لئے ہر حالت میں قابل ذکر شخصیت بن سکوں ہمارے مبلغ مسٹر جن کے ذریعہ میں نے حضور کے سامنے اپنی بیعت فارم بھجوائی ہے۔ امید ہے۔ کہ حضور شرف قبولیت بخشیں گے۔ حضور میں کمزور آدمی ہوں۔ اور حضور سے ملتجی ہوں۔ کہ میری کمزوریوں سے درگذر فرمادیں۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ حضور کو لمبی زندگی اور سنہری کامیابی دے ۞

میں ہوں حضور کا خادم ایونس

ایک غیر مسلم افریقہ سے حضرت کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کرتا ہے ۞

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان - دارالامان - ۲۲ - اگست ۱۹۱۶ء

جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی اور اخبار "پیغام صلح" لاہوری

نمبر ۲

۱۰- اگست ۱۹۱۶ء کے پرچہ میں ایڈیٹر پیغام نے کمال نادانی سے جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی کے رسالہ "القول الممجد" سے دعوت مباہلہ والی عبارت نقل کر کے اپنے پاؤں آپ کلہاڑا مارا ہے۔ کیونکہ اس میں جناب مولوی صاحب نے "احمدی جماعت" کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ نبوت کو اسی طرح سچا مانتی ہے۔ جس طرح اس دعویٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ سے پہلے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو سچا یقین کرتی ہے مسئلہ نبوت کے متعلق دعوت مباہلہ دیتے ہوئے اپنے آپکو اس مقابلہ سے کھلے اور صاف الفاظ میں الگ اور مستثنےٰ کر لیا ہے۔ اور اسطرح سے آپنے اس بار گراں کو اپنے اوپر سے ٹالکر پیغامیوں کی گردن پر ڈال دیا ہے۔ جن کی ان میں ہرگز تاب و تواں نہیں ہے۔ اور اس مقابلہ میں آنا ان کے لئے دنیا کے بڑے سے بڑے پہاڑ کو سر پر اٹھانے سے بھی بہت بڑھ کر مشکل ہے کیونکہ شیر کے مقابلہ پر آنا خرگوشوں کے امکان سے باہر ہے۔ جناب مولوی صاحب کی اصل عبارت جسے پیغام میں درج کیا گیا ہے حسب ذیل ہے۔

"اگر کسی احمدی میں جرأت ہے۔ تو وہ بذریعہ اشتہار تحریر کرے کہ میں حضرت مرزا صاحب کو نبی کامل اعتقاد کرتا ہوں۔ اور حلفیہ شہادت دیتا ہوں۔ کہ آپ نبی کامل تھے۔ ظلی نبی نہیں تھے۔ اور نہ جزوی نبی تھے۔ اگر اس اعتقاد میں جھوٹا ہوں۔ تو ہلاک ہو جاؤں۔ صرف اخبار وں کے ذریعہ سے خلاف اصول اسلام کے کچھ نہ کچھ لکھے جانا پرپشہ کے برابر نہیں۔ اور میری موت اس مقابلہ کے ماتحت نہیں ہو گی۔ کیونکہ میں اسی سال سے متجاوز ہو گیا ہوں۔ میں اپنی موت کو ایک نعمت غیر مترقبہ اعتقاد کرتا ہوں۔ اور سورہ تبارك الذی کی اگلی آیت میں داخل ہوں کسی اور کو ڈھونڈ لیا جائے"۔ (دیکھو رسالہ القول الممجد صفحہ ۸۸)

پیغام کے ایڈیٹر نے اس حوالہ کو اپنے اخبار میں نقل کر دینے پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اس کے ذیل میں لکھا ہے۔ کہ

"کیا میاں صاحب میں یہ جرأت ہے۔ کہ وہ اس دعوت کو قبول کریں۔ اور اگر وہ اپنے عقائد کو سچ یقین کرتے ہیں۔ تو ہمت کر کے میدان میں آئیں۔ جس سے سچے اور جھوٹے میں ایک کھلا کھلا امتیاز قائم ہو جائے"۔

اگر ایڈیٹر مذکور یہ نوٹ نہ لکھتا۔ تو ہم اس دعوت کی طرف مطلقاً توجہ نہ کرتے۔ کیونکہ جناب مولوی صاحب نے خود اس مقابلہ میں نہ آنے اور اس سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھنے کا اعلان کر کے اسطرح سے پیغامیوں کو اس میدان میں لانا چاہا ہے۔ جنہیں اسکی ہرگز جرأت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ وہ پہلے بھی اس سے فرار اختیار کر چکے ہیں۔ اور اس لحاظ سے یہ دعوت مباہلہ درحقیقت بالکل بے معنے تھی۔ لیکن چونکہ پیغامیوں کی طرف سے مذکورہ بالا نوٹ کے ذریعہ مباہلہ کے لئے از سر نو آمادگی کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا۔ کہ ان کی اس دعوت مباہلہ کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ سو ہم انہیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے وہ الفاظ جو حضور نے مباہلہ ہی کے متعلق ۱۰ ستمبر ۱۹۱۵ء کے خطبہ جمعہ میں فرمائے تھے۔ اور ۲۳ ستمبر ۱۹۱۵ء کے الفضل میں شائع ہو چکے ہیں۔ یاد دلاتے ہوئے بڑے زور سے کہتے ہیں۔ کہ اگر تمہیں اپنے قول کا کچھ بھی پاس ہے۔ اگر تم میں غیرت کا کوئی شمہ بھی باقی ہے۔ اگر تمہیں اپنے پیش کردہ عقائد پر ذرہ بھی ایمان ہے۔ تو فی الفور اٹھو۔ اور اس مقابلہ کے لئے اپنے امیر مولوی محمد علی صاحب کو سیدنا حضرت فضل عمر خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے سامنے لاؤ۔ اور اگر مولوی محمد علی صاحب مثل سابق گریز کی راہ اختیار کریں۔ تو اس صورت میں تم اس بات کے بھی مجاز ہو۔ کہ اس امارت کا چارج کسی اور کو دلا کر اسے اس مقابلہ کے لئے لا کر کھڑا کر دو۔ اور اگر باوجود اس کے پھر بھی تمہاری طرف سے کوئی شخص اس میدان میں آنے کے لئے تیار نہ ہو۔ تو تمہیں یہ بھی اختیار ہے۔ کہ علاوہ اس خطاب کے ایسے شخص کو حسب دستور کچھ مالی امداد بھی دیدو۔ اور اس طرح سے اسے اس مقابلہ کے لئے لاؤ۔

حقیقت الامر یہ ہے۔ کہ جناب مولوی محمد احسن صاحب نے اس دعوت کے ساتھ پیغامیوں کے ان ایک سال کے پرانے زخموں پر نمک چھڑک کر انہیں پھر تازہ کر دیا ہے۔ جو ستمبر ۱۹۱۵ء کے مذکورہ بالا خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالےٰ نے اسی دعوت مباہلہ کی تلوار کے ساتھ ان لوگوں کی سینوں اور کھوپریوں پر پیدا کئے تھے۔ اور جس کے بعد اگر ان میں کچھ باقی رہا۔ تو صرف ان کی مذبوحی حرکات۔ جو ان کی سخت جانی کی وجہ سے اب تک بھی ان میں پائی جاتی ہیں۔ وہ الفاظ جنمیں سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالےٰ نے پیغامیوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا۔ یہ ہیں۔

"ہم وہ ہیں۔ جن کا قدم خدا کے فضل سے کسی مقابلہ میں پیچھے نہیں ہٹتا۔۔۔۔۔۔ میں قسم کھاتا ہوں۔ وہ خدا جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ وہ خدا جو عذاب کی طاقت رکھتا ہے وہ خدا جس نے میری جان کو قبض کرنا ہے۔ وہ خدا جو زندہ قادر اور سزا و جزا دینے والا ہے۔ وہ خدا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا صاحب کو اس وقت بھی جبکہ حضرت مسیح موعود زندہ تھے اسطرح کا نبی مانتا تھا۔ جسطرح کا اب مانتا ہوں۔۔۔۔ میں تو اس کے لئے بھی تیار ہوں۔ کہ آؤ وہی کریں۔ جو نجران کے مسیحیوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔ پیغام میں کفر کا فتویٰ تو ہماری نسبت دے ہی چکے ہیں۔ اگر انہیں جرأت ہے۔ تو آئیں فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم

ے ظلی نبی کے لفظ سے جناب مولوی صاحب کی مراد غالباً اس کے وہ معنے نہیں جو حضرت اقدس کی اصطلاح ہے۔ کیونکہ انہیں کوئی نزاع ہی نہیں ہے۔ بلکہ کوئی ایسے معنی مراد ہیں۔ جو حقیقت نبوت کے منافی ہیں۔

وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ بڑی آسان بات ہے۔ قسم ہی نہیں بلکہ مباہلہ کر لیں۔ جب کفر کا فتوے دے چکے ہیں تو انہیں کوئی عذر بھی نہیں ہو سکتا۔ اور جب وہ مجھے کافر سمجھتے ہیں۔ تو میرے لئے کیا روک ہے۔ کہ میں ان سے مباہلہ نہ کروں۔ مجھے جو کافر قرار دیتے ہیں۔ مجھے ان سے مباہلہ جائز ہے۔

وہ کہتے ہیں ہم قسم سے بھاگتے ہیں۔ میں قسم سے نہیں بھاگتا۔ بلکہ مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ کیونکہ اسبات پر جھگڑا نہیں۔ کہ میں ولی ہوں یا نہیں میں نیک ہوں یا نہیں۔ بلکہ یہ کہ مسیح موعود خدا کا سچا نبی ہے یا نہیں۔ میں باوجود اپنی کمزوریوں کے جانتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ مجھے ہی کامیاب کریگا۔ اور میں ان کی بزدلیوں سے واقف ہوں۔ اور خوب جانتا ہوں۔ کہ وہ مقابلہ سے بھاگ جائیں گے۔ اور بہانہ بنا کر اس موت کے پیالہ کو ٹالنا چاہیں گے "

(دیکھو اخبار الفضل جلد ۳ نمبر ۴۹ صفحہ ۹ و ۱۰ بابت ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء)

اس دعوت مباہلہ کے جواب میں مولوی محمد علی صاحب نے ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء کے پیغام میں لکھا کہ

"جب آپ پیشگوئی شائع کر چکے ہیں۔ کہ ہم ٹکڑے ٹکڑے کر دئے جائیں گے۔ تو اب مباہلہ کی غرض کیا ہے۔ .... آپ تو مسیح موعود کے فرزند ہیں۔ میں تو ادنیٰ مسلمان کے لئے باوجود اسکے کہ وہ میرا مخالف ہو۔ بد دعا کرنی پسند نہیں کرتا۔ آنحضرت صلعم کو وحی الہٰی سے ایک دفعہ حکم ہوا۔ کہ مباہلہ کے لئے بلاؤ۔ مسیح موعود بھی مامور تھے۔ ان کا کسی کو مباہلہ کے لئے بلانا حکم الہٰی کے ماتحت ہم یقین کرتے ہیں۔ مگر مجھے تو کوئی الہام نہیں ہوا۔ اور کبھی آپ کے لئے بد دعا کروں گا۔ اگر میری بد دعا اثر کر سکتی ہے۔ تو یہ دعا کیوں نہیں اثر کر سکتی۔ کہ اللہ تعالےٰ آپکو ان غلطیوں سے نکالے "

یہ بہانے ہیں۔ جو مولوی محمد علی صاحب نے اس دعوت مباہلہ کو قبول نہ کرنے اور اس پیالہ کو ٹالنے کے لئے بنائے۔ اور جیسا کہ حضور نے پہلے سے فرما دیا تھا۔ کہ "میں ان کی بزدلیوں سے واقف ہوں۔ اور خوب جانتا ہوں کہ وہ مقابلہ پر کبھی نہیں آئیں گے۔ اور بہانہ بنا کر اس موت کے پیالہ کو ٹالنا چاہیں گے" وہ اس مقابلہ سے ایسے بھاگے۔ کہ کانھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ

جس پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء کے خطبہ جمعہ میں مولوی محمد علی صاحب کے ان جھوٹے بہانوں کی حقیقت ظاہر فرماتے ہوئے مکرر فرمایا۔ کہ

" ان کا دل خوب جانتا ہے۔ کہ اگر مقابلہ میں آئے۔ تو ضرور ہلاک ہوں گے۔ پس وہ عذر تراشتے ہیں۔ .... یہ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل ہے۔ کہ اس نے حق کا رعب ان کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ ان کے دل خوب سمجھتے ہیں کہ سامنے آئے۔ اور ہمارے جھوٹے دعوں کی سزا ہم کو ملی " الفضل ۲۱۔ اکتوبر ۱۵ء

لیکن باایں ہمہ وہ اس سے گریزاں ہی رہے۔ آخر جناب مولوی محمد احسن صاحب نے انہیں حاؤ میں لا کر اس کمند میں ڈالا جس میں اب وہ ایسے پھنسے ہیں۔ کہ بظاہر ان کے لئے اس سے بچکر نکلنا محال ہے۔ دیکھیں اب کیا چال چلتے ہیں۔ جناب مولوی صاحب نے نہ صرف انہیں اس پھندے میں ڈال دیا ہے۔ بلکہ ساتھ ہی ان لوگوں کے پیش کردہ عقائد کی صداقت کی بابت قسم اٹھانے سے پہلو تہی کر کے اور اپنے مجوزہ مقابلہ میں حصہ لینے سے انکار کر کے من وجہ یہ بھی ظاہر کر دیا ہے۔ کہ ان کے عقائد کس حد تک صحیح ہیں۔ کیونکہ اس مقابلہ سے بچنے کے لئے جو عذر آپنے بیان فرمایا ہے۔ گو وہ غلط نہیں بلکہ بالکل سچا اور صحیح ہے۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ فی الحقیقت مباہلہ کے مسئلہ پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑ سکتا۔ اور نہ ہی اصول دین سے اس بات کا کچھ ثبوت ملتا ہے۔ کہ جس شخص کی عمر اسی سال سے متجاوز ہو گئی ہو۔ وہ لوگوں کو دعوت مباہلہ کی نہیں دے سکتا۔ لیکن خود اس مقابلہ میں نہیں آ سکتا۔ اور یہ عذر تو ایک چالباز انسان بھی پیش کر سکتا ہے۔ کہ میں اس لئے اس مقابلہ میں نہیں آتا۔ کہ میں موت کو اپنے لئے نعمت غیر مترقبہ اعتقاد کرتا ہوں۔ اور ہر وقت اس کا منتظر ہوں۔ لیکن جناب مولوی صاحب کی نسبت اس قسم کی بدظنی کرنا سراسر غلطی ہے۔ آپکا یہ کہنا بالکل صحیح ہے۔ کہ میں اپنی موت کو ایک نعمت غیر مترقبہ اعتقاد کرتا ہوں۔ غرض جناب مولوی صاحب نے اس رنگ میں بھی پیغامیوں کی وہ خبر لی ہے۔ کہ یاد ہی رکھیں گے

النظر

فتح مبین

اس نام سے مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے اپنا وہ مباحثہ شائع کیا ہے۔ جو ان کے اور ایک آریہ پنڈت بھیمسین صاحب کے مابین بمقام نواں شہر ہوا تھا۔ اور جسمیں انہیں خدا کے فضل سے اتنی کامیابی ہوئی تھی۔ کہ ایک شخص سردار بسنت سنگھ نے وہیں علی الاعلان کہدیا۔ کہ آریہ پنڈت مسلمان مناظر کے ایک سوال کا بھی جواب نہیں دے سکا۔ رسالہ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی آریوں کے متعلق اس میں ایسے ناممکن الجرح سوالات انہی کی مستند کتابوں کے حوالہ سے کئے گئے ہیں۔ کہ جنکا ان کے پاس کوئی جواب نہیں اسلئے وہ احباب جنہیں آریہ صاحبان سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ اس سے بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۸۰ صفحہ کا رسالہ اور ۲ قیمت ہے۔ احباب مینجر اخبار نور قادیان سے منگوا کر ملاحظہ کریں

اظہار حقیقت

جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا نام نامی ہماری معرفی سے بے نیاز ہے۔ آپنے قیام امرتسر کے زمانہ میں ایک مختصر مگر جامع رسالہ "اظہار حقیقت" کے نام سے وفات مسیح کے ثبوت میں لکھا تھا جسے انجمن احمدیہ امرتسر نے شائع کیا ہے حق بات یہ ہے۔ کہ مولانا موصوف نے اس رسالہ کے ذریعہ ان احباب پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ جو تبلیغ احمدیت کو اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ کہ وفات مسیح کے متعلق کافی مصالح جمع کر دیا ہے۔ ۲۰×۲۶ کے ۳۶ صفحے کا رسالہ ہے۔ اور قیمت صرف ایک آنہ (۱) رکھی گئی ہے۔ جو بہت کم ہے احباب سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ امرتسر سے منگوا کر فائدہ اٹھائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ المبارک

دُعاؤں کی طرف توجہ کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی

فرمودہ ۱۱ - اگست ۱۹۱۶ء

حضور نے سورہ فاتحہ پڑھ کر فرمایا -

کسی کام سے اعراض کیوں کیا جاتا ہے ؟

کسی کام کے کرنے سے جو انسان اعراض کرتا ہے - یا کوئی ایسی چیز جس کے حصول کے لئے کوشش نہیں کرتا - وہ وہی ہوتی ہے - جس کے حاصل کرنے میں کوئی فائدہ اور کوئی نفع نہیں دیکھتا - یا جس کے حاصل کرنے کے سامان مہیا نہیں ہوتے - یا جس کے حاصل کرنے کا اسے طریق معلوم نہیں ہوتا - اگر کسی کام کے کرنے یا کسی چیز کے حاصل کرنے میں اسے کوئی فائدہ نظر آتا ہو - اس کی ضرورت محسوس کرتا ہو - پھر اس کام کے کرنے یا اس چیز کے حاصل کرنے کا طریق بھی اسے معلوم ہو - پھر اس کام کے کرنے یا اس چیز کے حاصل کرنے کے ذرائع بھی مہیا ہوں - تو کبھی بھی کوئی انسان اس کام کے کرنے یا اس چیز کے حاصل کرنے میں کوتاہی اور غفلت نہیں کرتا - سوائے اس کے جس کو بدقسمتی پیچھے کی طرف پھینک دے - یا جس کی عقل میں فتور آگیا ہو - یا جو بے سمجھی اور نادانی سے سستی کر بیٹھے - یا جس کے دل پر غفلت غالب ہو اور گناہوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے قلب پر زنگ لگ گیا ہو - ورنہ ان تینوں باتوں کے مہیا ہونے کے بعد کوئی انسان کوشش اور ہمت کرنے سے نہیں رکا کرتا - یعنی اوّل جب کوئی کام یا کوئی چیز اسے ایسی معلوم ہو - جس کے حاصل کرنے کی اسے ضرورت ہو - اور وہ اس کا محتاج بھی ہو - دوم - اس کام کے کرنے یا اس چیز کے حاصل کرنے کی اُسے ترکیب بھی آتی ہو - سوم - اس کے حصول کے سب ذرائع بھی مہیا ہوں - تو کبھی کوئی عقلمند انسان سعی کرنے سے نہیں رکتا - لیکن اگر کوئی باوجود ان باتوں کی موجودگی کے کسی کام کے کرنے یا کسی چیز کے حاصل کرنے سے غافل رہے - تو ضرور ہے - کہ اس کے دل پر زنگ لگ چکا ہے - اور بداعمالیوں کی زنجیر نے اُسے پیچھے باندھا ہوا ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں - کہ وہ اس کے کرنے سے رُکے - کیونکہ اگر پھر بھی کسی کے دل پر غفلت اور ہاتھ پاؤں میں سستی ہو - تو ضرور ہے - کہ اس کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے - ورنہ اپنے نفع کو دیکھ کر کبھی کوئی انسان پیچھے نہیں ہٹتا - اور پھر جب حاجتمند بھی ہو - تو پورا پورا زور لگاتا ہے - مگر جب باوجود حاجت مند ہونے کے سامانوں کے مہیا ہونے اور طریق کے آنے کے سستی کرتا ہے - تو ضرور ہے کہ اس کے قلب پر زنگ لگ گیا ہے - اور جس شخص یا جس جماعت کے اعمال میں کسی بات کے متعلق یہ نمونہ نظر آئے - اس شخص یا ان لوگوں کو چاہیئے - کہ اپنے اعمال پر غور کریں - اور سوچیں - کہ کوئی کل خراب ہے تب ہی مشکلات کے دور ہونے کے لئے دعا کرنے اور اس چیز کے حاصل کرنے میں سستی ہو رہی ہے - جس کا حاصل کرنا لازمی اور ضروری ہے ۔

دعا بہت ضروری چیز ہے

میں نے پچھلے چند خطبوں میں دعا کی ضرورت - اس کے مانگنے کی ترکیب - اور اس کے قبول ہونے کے ذرائع بیان کئے تھے - جس سے ہر ایک شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ دعا کے بغیر گذارہ نہیں ہے - کیونکہ یہی ایک ایسی چیز ہے - جو تمام مشکلات اور تمام مصائب سے بچا سکتی ہے - پھر یہ ایسی چیز ہے - کہ اس کی ترکیب استعمال نہایت آسان ہے - ہر ایک چیز کے حاصل کرنے کے لئے انسان کو کچھ نہ کچھ حرکت کرنی پڑتی ہے - لیکن دعا کے لئے کوئی حرکت نہیں کرنی پڑتی - اگر کسی انسان کے ہاتھ پاؤں میں کیل گاڑ دی جائیں - اس کی گردن میں موٹے رسے باندھ دئے جائیں - اور اس کے تمام جسم پر کوئی ایسا اثر کر دیا جائے - کہ اس کا چمڑا کوئی خفیف سے خفیف حرکت بھی نہ کر سکے - تو کیا وہ دعا کرنے سے روک دیا جا سکتا ہے - ہرگز نہیں - ایسی حالت میں بھی وہ دعا کر سکتا ہے - تو جب دعا ایک ایسی چیز ہے - کہ اس کے حصول کے ایسے طریق ہیں - جو قرآن کریم اور حدیث میں نہایت واضح طور پر بیان کر دئے گئے ہیں - اور اس کی حاجت بھی نہایت سخت ہے - پھر بھی اگر کوئی اس کے متعلق سستی کرتا ہے - تو جیسا کہ میں نے بتایا ہے - یہ اس بات کی علامت ہے - کہ اس کے دل اور قلب پر اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے زنگ لگ گیا ہے - اور اس کے گذشتہ گناہ اس کے لئے روک کا موجب بن گئے ہیں - اور اس چیز کے حصول میں مانع ہو گئے ہیں - کہ جس کے بغیر اُسے کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی ۔

رحمانیت نمونہ ہے رحیمیت سے فائدہ اُٹھانے کا -

اللہ تعالےٰ بڑا رحمان ہے - پھر وہ بڑا رحیم ہے اس کی رحمانیت اس طرف متوجہ کرتی ہے - کہ انسان اس کی رحیمیت کا بھی مزا چکھے - یورپ کے لوگ انسانی فطرت پر خوب غور کرتے ہیں - اور اپنے کاموں کو عجیب عجیب طریقوں سے ترقی دیتے ہیں - میں نے دیکھا ہے - خدا تعالیٰ کی سنتوں پر انھوں نے خوب غور کی ہے - لیکن افسوس کہ مسلمان اس طرف سے بالکل غافل ہو گئے - یورپ کے تاجر جب اپنے کام کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں - اور یہ بتانا چاہتے ہیں - کہ ہمارا مال اچھا ہے - ہم کوئی دھوکہ نہیں دیتے - اور نہ ہی غلط کہتے ہیں - تو وہ نمونہ مفت دینے کا اعلان کرتے ہیں - چونکہ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں - جو غلط اور جھوٹ اشتہار دیکر لوگوں کو بدظن کر دیتے ہیں - اس لئے وہ لوگ جنھیں اپنے مال کے عمدہ اور مفید ہونے کا یقین ہوتا ہے - وہ سنپل (نمونہ) شائع کرتے ہیں اشتہار دیتے ہیں - اور اس میں لکھتے ہیں - کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمارا مال قیمتاً منگواؤ - بلکہ یہ کہتے ہیں - کہ ایک پیسہ کا پوسٹ کارڈ بھیجکر ہم سے اس کا نمونہ طلب کرو - تمہارا خط آنے پر ہم تمہیں مفت نمونہ بھیج دیں گے - تم اس کو

استعمال کرنا ۔ اگر مفید ثابت ہو ۔ تو اور قیمتاً منگوا لینا ۔ ورنہ نہ منگوانا ۔ اس طرح کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے ۔ کہ لوگوں کو چونکہ صرف ایک پیسہ کا کارڈ لکھنا پڑتا ہے اور باقی سب خرچ یعنی دوائی کی قیمت شیشی کا مول محصول ڈاک خط وکتابت کا خرچ مال والوں کو ہی کرنا پڑتا ہے اس لئے بہت سے لوگ نمونہ منگوا کر استعمال کرتے ہیں اور جب وہ دیکھتے ہیں ۔ کہ اس تھوڑی سی دوائی سے ہمیں اسقدر فائدہ ہوا ہے ۔ اگر زیادہ کھائیں گے ۔ تو ضرور ہے ۔ کہ زیادہ فائدہ ہو ۔ اسلئے وہ قیمتاً منگوا لیتے ہیں ۔ اسطرح کارخانہ والوں کی شہرت بھی ہو جاتی ہے ۔ اور فائدہ بھی ۔ خدا تعالےٰ نے بھی اپنے انعام و اکرام دینے کے نمونے مقرر کئے ہوئے ہیں ۔ انسان کو دعا ۔ عبادت ۔ اور نیک اعمال کی طرف متوجہ کرنے کے لئے اپنی رحمانیت کی صفت ظاہر کرتا ہے جو کہ بغیر عمل کے بغیر کوشش کے اور بغیر محنت اور تدبیر کے جاری ہوتی ہے ۔ یعنی بلا کام کئے خدا کا فضل نازل ہوتا ہے ۔ اور وہ نمونہ کے طور پر ہوتا ہے ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ خدا تعالیٰ نے رحمانیت کو رحیمیت سے پہلے رکھا ہے چنانچہ فرمایا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم ۔ پہلے رحمانیت کو بیان کر کے پھر رحیمیت کو بیان کیا ہے ۔ اس سے انسان کو اسطرف متوجہ کیا ہے ۔ کہ یہ ہمارا نمونہ ہے ۔ ہم نے کچھ احسانات بغیر تمہارے کہنے اور کچھ کرنے کے تم پر کئے ہیں ۔ تم ان پر غور اور تدبر کرو ۔ اور دیکھو ۔ کہ تمہیں ان سے کتنا نفع اور آرام پہونچ رہا ہے ان کے حاصل کرنے کے لئے نہ تم نے کوشش کی ہے ۔ نہ محنت کی ہے ۔ نہ تدبیر کی ہے ۔ محض ہمارے فضل سے تمہیں ملے ہیں ۔ پس جب بغیر تمہاری کسی محنت ۔ کوشش تدبیر اور بغیر کسی عمل کے ہم نے یہ انعامات دئے ہیں ۔ تو اب اگر تم ہمارے احکام کے ماتحت کچھ کام کرو گے تو سمجھ لو ۔ کہ کتنے بڑے انعام حاصل کر لو گے ۔ اور رحیمیت کی صفت تمہیں کیا کچھ نہ دکھائے گی ۔ تو رحمانیت کی صفت نمونہ ہے ۔ جو انسان کو خدا تعالےٰ کی طرف کھینچنے کے لئے ظاہر ہوتا ہے ۔ کیونکہ جب کوئی انسان خدا تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر غور کرتا اور دیکھتا ہے ۔ کہ جب میں نے کچھ نہیں کیا ۔ تو خدا تعالےٰ نے مجھے آنکھیں ۔ ناک ۔ کان عقل ۔ دولت ۔ عزت وغیرہ دی ہے ۔ تو جب میں کچھ کروں گا ۔ اور خدا تعالےٰ کے حکم مانوں گا ۔ پھر وہ کیا کچھ نہ دے گا ۔ جسطرح ایک دوائی کا نمونہ ارسال کرنے والا کہتا ہے ۔ کہ جب مجھے اس تھوڑی سی دوائی نے اسقدر فائدہ دیا ہے ۔ اگر میں زیادہ استعمال کروں گا ۔ تو زیادہ فائدہ ہوگا ۔ اس لئے وہ روپیہ خرچ کرکے اور منگواتا ہے ۔ جو پہلے سے زیادہ آجاتی ہے ۔ اسی طرح رحمانیت کی صفت خدا تعالےٰ کی طرف کھینچتی ہے اور بتاتی ہے ۔ کہ جب رحمانیت کے ماتحت تجھ پر اس قدر فضل نازل ہوا ۔ تو جب رحیمیت کے نیچے آجائیگا ۔ اُس وقت کتنا فضل ہوگا ۔ کیونکہ اس وقت تو فضل حاصل کرنے کا تیرا استحقاق پیدا ہو جائے گا ۔ گو کسی انسان کا خدا تعالیٰ پر کوئی حق نہیں ہے ۔ مگر خدا تعالےٰ نے خود مقرر کر دیا ہے اور وہ وعدوں کا سچا ہے ۔ پس بلا استحقاق کے جب اسقدر فضل ہوتے ہیں ۔ تو جب استحقاق ہو جائے ۔ اس وقت تو بہت زیادہ ہوں گے ۔ جسطرح دوائی دینے والا جب مفت دوائی دیتا ہے ۔ تو قیمت لے کر کیوں نہ دے گا ۔ اسی طرح خدا تعالےٰ جب بغیر کام کے دیتا ہے ۔ تو عمل ۔ محنت ۔ اور کوشش کرنے سے کیوں نہ دیگا ۔ تو رحمانیت نمونہ ہے رحیمیت کا ۔ اس سے خدا تعالےٰ کی شان کا علم ہوتا ہے ۔ اور جتنا جتنا کوئی اس صفت کے نیچے آئے ۔ اتنا ہی زیادہ انعام پاتا ہے ۔

رحیمیت کے انعام خاص ہوتے ہیں

رحیمیت کے انعام خاص شان اور درجہ رکھتے ہیں ۔ رحمانیت کے ماتحت تو ساری دنیا ہے ایک کتا اور ایک بلا بھی اسی کے ماتحت ہے ۔ لیکن رحیمیت کے انعام خدا کے خاص خاص بندوں کو ہی ملتے ہیں ۔ اور جانتے ہو ۔ جو فضیلت ان کو حاصل ہوتی ہے ۔ اس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا ۔ رحمانیت کا نزول چونکہ سہارے کے لئے ہوتا ہے ۔ اس لئے سب کو حاصل ہوتی ہے ۔ جیسے دوائی کا نمونہ ہے ہر ایک اس شخص کو دیا جاتا ہے ۔ جو درخواست کرتا ہے ۔ لیکن پھر پوری دوائی اسی کو دیتے ہیں ۔ جو قیمت ادا کرتا ہے ۔ اور ایسے چند ہی ہوتے ہیں ۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کی رحیمیت بھی خاص ہے اور خاص لوگوں سے ہی تعلق رکھتی ہے ۔ اس سے جو لطف اور سرور وہ اٹھاتے ہیں ۔ وہ اور کوئی نہیں اٹھا سکتا ۔ اللہ تعالےٰ کی رحمانیت کے ماتحت آنکھ ۔ ناک ۔ کان ۔ زبان وغیرہ سب کو ملے ہوئے ہیں ۔ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ شریک ہیں ۔ مگر پھر وہ کیا چیز ہے جس کی وجہ سے آپ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی گئی ہے ۔ اور وہ کیا چیز ہے ۔ جس نے آپ کو تمام نبیوں سے بڑھا دیا ہے ۔ وہ آپ کا پورے طور پر رحیمیت کے ماتحت آنا ہے ۔ آپ نے خدا تعالےٰ کی رحمانیت کو دیکھ کر سمجھا ۔ کہ یہی ایک بہت بڑی ہستی ہے ۔ اور تمام کامیابیاں اور ترقیاں اسی سے تعلق رکھتی ہیں ۔ یہ سمجھ کر آپ پر رحمانیت نے وہ اثر کیا ۔ کہ تمام انسانوں سے بڑھ کر اپنے تمام جوارح کو خدا تعالےٰ کی اطاعت میں لگا دیا ۔ اس لئے سب سے بڑے اور کامل رحیمیت کے مظہر آپ ہی ہوئے ۔ اور سب اگلوں پچھلوں سے بڑھ گئے ۔ پس ہر ایک انسان کو چاہیئے ۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کے رحمانیت کے نمونوں کو دیکھے ۔ تا اسے رحیمیت کے فضل حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہو ۔ لیکن جب احتیاج بھی بہت ہو ۔ سامان بھی میسر ہوں ۔ ترکیب بھی آتی ہو ۔ تو پھر سوائے اس کے کہ انسان کے دل پر اپنے شامت اعمال کی وجہ سے زنگ لگ چکا ہو ۔ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی ۔ کہ وہ دعا کرنے سے باز رہے ۔ اور اپنے اعمال میں اصلاح پیدا نہ کرے ۔

جماعت احمدیہ پر خدا کے فضل ۔

ہماری جماعت کے لوگوں پر خدا تعالیٰ نے بہت فضل کئے ہیں ۔ وہ باتیں جو پوشیدہ تھیں ۔ ان پر ظاہر کی ہیں ۔ وہ نور جو لوگوں کی نظروں سے نہاں تھا ۔ ان پر آشکارا کر دیا ہے ۔ وہ دروازہ جو دوسروں پر بند تھا ۔ ان پر کھول دیا ہے ۔ اس لئے ہمارے لئے بہت کچھ آسانیاں ہو گئی ہیں ۔ کیونکہ دوسرے لوگ دعا کی حقیقت خدا تعالےٰ کے قرب کے فوائد اور اس کے حاصل کرنے کی ترکیبوں سے واقف نہیں ہیں ۔ اور نہ ہی وہ اس کی حاجت سمجھتے ہیں ۔ ان کے لئے دنیا کے دولت ۔ مال ۔ عہدے اور خطاب ہی سب کچھ ہیں اس لئے ان کو نہ حاجت ہے نہ ان کے پاس سامان ہیں ۔ اور نہ ہی ترکیب استعمال جانتے ہیں ۔ اس لئے وہ ایک حد تک معذور بھی ہیں ۔

لیکن جن کے لئے خدا تعالیٰ نے سب ذرائع مہیا کر دیئے ہیں اور ہر قسم کے بند کھول دیئے ہیں۔ وہ اگر دعائیں کرنے میں سستی کریں۔ تو کسقدر افسوس کی بات ہے ؏

گذشتہ خطبات جمعہ کے بیان کرنے کی غرض*

میری ان خطبے پڑھنے کی یہ مراد نہ تھی۔ کہ میں کوئی علمی مضمون بیان کروں۔ بلکہ یہ تھی۔ کہ اپنی جماعت کو اس طرف متوجہ کروں۔ اور دعا کرنے کی عادت ڈالوں۔ بہت لوگ ہیں۔ جو دعاؤں میں سستی کرتے ہیں۔ (بہت سے مراد ایک کثیر حصہ جماعت مراد نہیں۔ بلکہ یہ کہ ایسے لوگ بھی تھوڑے نہیں۔) ان کے لئے یہ کافی ہے۔ کہ کسی سے سلسلہ کے متعلق بحث مباحثہ کر لیا جائے مگر وہ اصلاح جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اس سے غافل ہیں۔ اس قسم کے جوش جن میں محض زبان ہی زبان کام کر رہی ہو۔ کوئی نفع نہیں دیتے۔ نفع اسی سے ہوتا ہے۔ کہ انسان اپنے تمام جوارح پر اللہ تعالیٰ کے احکام جاری کرے۔ اور اس کی محبت میں گداز ہو جائے۔ اور اس کی الفت میں گرد بن جائے۔ اگر کوئی شخص یہ نہیں کرتا۔ تو حکم عدولی کرتا ہے۔ تو صرف زبان سے اقرار کر لینا نہ صرف کوئی فائدہ ہی نہیں دیتا۔ بلکہ بہت زیادہ نقصان بھی پہونچاتا ہے پھر ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی سچے دل سے اقرار کرتا ہو۔ مگر اسے عمل کی توفیق نہ ملتی ہو۔ تو یہ اس کے پچھلے گناہوں کے زنگ کی وجہ سے ہوگا۔ جسطرح ایک شخص بیڑیوں سے جکڑا ہوا ہو اور اس کے کھانے کے لئے شیر آرہا ہو۔ تو کوئی یہ نہیں کہیگا کہ اس کے دل میں شیر کا خوف نہیں ہے۔ اس لئے خاموش بیٹھا ہے۔ اور بھاگتا نہیں۔ کیونکہ وہ تو بھاگ ہی نہیں سکتا۔ اگر وہ بھاگ سکتا۔ تو ضرور بھاگ کر جان بچانے کی کوشش کرتا۔ وہ جانتا ہے۔ کہ خونخوار شیر مجھے کھا جائیگا۔ مگر چونکہ اس کے پاؤں بندھے ہوئے ہیں۔ اسلئے بھاگنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا۔ اسی طرح بعض لوگوں کو ایمان تو حاصل ہوتا ہے۔ لیکن ان کے پچھلے گناہ اور نقص اعمال کے راستہ میں حائل ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے پاؤں میں بیڑیوں کی طرح ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیوں کی طرح اور ان کے گلے میں طوقوں کی طرح پڑے ہوئے ہیں۔ وہ اس بات کو جانتے ہوئے کہ ہمیں یوں کرنا چاہیئے۔ اس طرح نہیں کر سکتے۔ اور اس پر اپنے دل میں کڑھتے بھی ہیں۔ افسوس بھی کرتے ہیں۔ مگر کرتے وہی ہیں۔ جو انہیں نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ اعمال کے زنگ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ان کا دل خوب محسوس کرتا ہے۔ مگر کشش برائی کی طرف ہی کرتا ہے۔ اس وقت یہی علاج ہے۔ کہ زنگ کو دور کیا جائے۔ اور پاؤں کی زنجیروں کے توڑنے اور ہاتھوں کی ہتھکڑیوں کے کاٹنے اور گلے کے طوقوں کو اتارنے کی کوشش کی جائے جب یہ ہو جائیگا۔ تو پھر ایمان نفع اور فائدہ دیگا۔ اور یہ سب کچھ دعا کے ذریعہ ہو سکتا ہے ؏

جماعت توجہ کرے

ہماری جماعت میں جو ایسے لوگ ہیں۔ ان کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اسکا یہی علاج ہے۔ کہ انہیں جسقدر دعا کرنے کی توفیق ملے۔ اسے اسی کے لئے خرچ کریں۔ لیکن اگر دل قائم نہ ہو۔ تو زبان سے دعا کے لفظ نکالنے کی جسقدر توفیق ملے۔ اسی قدر نکالیں۔ اگر لفظ بھی نہ نکال سکتے ہوں۔ تو خیالات کے ذریعہ ہی دعا کی طرف متوجہ رہیں زبان سے کہنا اور بات ہوتی ہے۔ اور خیالات کرنا اور۔ اگر دعا کرنے سے کسی کا قلب منکر ہو۔ اور زبان بھی انکار کرتی ہو۔ کہ لفظ نکالے۔ تو اسے اسطرف خیالات دوڑانے چاہئیں۔ اگرچہ خیالات بہت ہی ادنےٰ ہوتے ہیں جیس طرح ایک بہت مریل سا گھوڑا ہو۔ جو چاہے اس کے اوپر چڑھ بیٹھے۔ یہی حال خیالات کا ہوتا ہے۔ لیکن انسان کم از کم خیالات کے ذریعہ تو دعا کی طرف متوجہ ہو۔ اس سے آہستہ آہستہ اوپر ترقی شروع ہو جاتی ہے۔ پہلے زمانہ میں مجرموں کو سزا دینے کا یہ طریق ہوتا تھا۔ کہ کسی بڑے اونچے مینار پر قید کر دیتے تھے۔ ایسے قیدیوں کو جو لوگ چھڑانا چاہتے۔ وہ اتنی اونچی جگہ کوئی موٹا رسا تو پھینک سکتے۔ جس کے ذریعہ وہ نیچے اتر آئے۔ اسلئے اسطرح کرتے۔ کہ ایک باریک دھاگے کا گولہ تیر کے ساتھ باندھتے۔ اور اُسے کمان کے ذریعہ اوپر پہنچاتے۔ اسطرح دھاگا اس قیدی تک پہونچ جاتا۔ وہ اس کا ایک سرا خود پکڑتا۔ اور باقی کو نیچے گرا دیتا۔ پھر وہ اس کے ساتھ ذرا موٹا دھاگا باندھ دیتے جسے وہ اوپر کھینچ لیتا۔ اسطرح کرتے کرتے آخر کار وہ موٹا رسا اس تک پہونچا دیتے تھے۔ اور وہ نیچے اتر آتا تھا۔ یہ ترکیب اس لئے ایجاد کی گئی۔ کہ کمزور چیز بڑا بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔ یہی حال دعا اور اعمال میں ہوتا ہے۔ وہ انسان جو زیادہ بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ اُسے چاہیئے کہ پہلے تھوڑا اٹھائے۔ اور جب اُسے عادت ہو جائے گی۔ تو زیادہ سے زیادہ اٹھاتا جائے۔ اور اس طرح کرتے کرتے بڑے سے بڑا بوجھ بھی اٹھا لیگا۔ ہاں اسے چاہیئے۔ کہ ہمت نہ ہارے۔ اور مایوس نہ ہو ؏

ہماری مشکلات

ہمارے راستہ میں جو مشکلات حائل ہیں۔ ان کا انکار کوئی نادان ہی کرے تو کرے۔ ورنہ عقلمند کبھی نہیں کر سکتا۔ ہم نے تمام دنیا سے مقابلہ کی ٹھانی ہوئی ہے۔ لیکن نہ ہمارے پاس مال ہے۔ نہ دولت ہے۔ نہ دنیاوی عزت ہے۔ نہ حکومت ہے۔ اس صورت میں اگر ہم **وہ حقیقی ہتھیار جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیں ملا ہے**۔ اس سے بھی کام نہ لیں۔ تو اور کیا صورت ہوگی۔ جس سے ہم کامیاب ہونگے۔ ایک جنگل اور بیابان میں بیٹھا ہوا انسان غافل نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس میں شیر چیتے اور ڈاکو رہتے ہیں لیکن وہاں تو ایک آدھ شیر چیتے کا ڈر ہوتا ہے۔ یہاں کروڑوں کروڑ شیر اس بات کے لئے تیار ہیں۔ کہ ہمیں چیر پھاڑ کر پھینک دیں۔ اگر کہیں ایک شیر ہو۔ بلکہ شیر نہ بھی ہو۔ صرف وہم ہی ہو۔ یا ایک ڈاکوؤں کی جماعت ہو۔ جماعت نہ بھی ہو۔ صرف خیال ہی ہو۔ تو بھی لوگ ہوشیار اور چوکس رہتے ہیں۔ لیکن ہمارے لئے ایک شیر نہیں۔ بلکہ کروڑوں شیر ہیں۔ ایک ڈاکوؤں کی جماعت نہیں۔ بلکہ بے شمار ڈاکو ہیں۔ اس لئے ہمیں ہوشیار رہنے کی بہت ہی ضرورت اور حاجت ہے۔ اسلئے ہمیں جس رنگ اور جس طریق سے توفیق ملے۔ اسی سے کوشش اور ہمت کرنی چاہیئے۔ پھر جبکہ ہم خدا تعالیٰ کے قرب اور اسکے فضل کے محتاج ہیں اور اس کے حصول کے ذرائع اور طریق بھی معلوم ہیں۔ پھر غفلت کیسی۔ اگر کسی میں غفلت ہے۔ تو اسکے پہلے گناہوں کے زنگ کی وجہ سے ہے۔ جسے بہت جلد دور کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ اگر دل کے ایک حصہ میں زنگ لگ چکا ہے۔ تو دوسرے حصہ کے ذریعہ اسے کھرچنے کی کوشش کرو۔ ایک ہاتھ بندھا ہو۔ تو دوسرے سے کھولنے کی کوشش کی جاتی ہے

---

* یہ خطبات رسالہ کی صورت میں طبع کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ تاکہ جس غرض اور مدعا کے لئے حضور نے فرمائے ہیں۔ وہ احسن طور پر پوری ہو سکے۔ اور ہر ایک احمدی ان سے مستفیض ہو یہ رسالہ انشاء اللہ ماہ حال کے اخیر تک چھپ کر تیار ہو جائیگا۔ (ایڈیٹر)

ایک پاؤں گرا ہوا ہو۔ تو دوسرے سے نکالنے کی ہمت کی جاتی ہے۔ تم بھی اسی طرح کرو۔ اگر قلب پر زنگ ہے۔ تو زبان سے ہٹانے کی کوشش کرو۔ اگر زبان پر ہے۔ تو ہاتھ سے ہٹانے کی کوشش کرو۔ اور اگر ہاتھوں پر ہے۔ تو پاؤں سے۔ اسطرح تمہیں ایک چھوٹا عمل بڑے کی توفیق دے گا۔ اور وہ اس سے بھی بڑے کی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ اللہ تعالےٰ اپنے انعامات کسی قوم سے اسوقت تک واپس نہیں لیتا۔ جب تک کہ اس میں کمزوریاں اور نقص نہیں پیدا ہو جاتے پس اگر تم پر کوئی مصیبت یا ابتلا آتا ہے۔ تو تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لئے ہوشیار ہو جاؤ۔ اور اس کے دور کرنے کے لئے کوشش کرو۔ خدا تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں۔ وہ ضرور پورے ہوں گے۔ مگر تم اپنی غفلت اور سستی کو چھوڑ دو۔ میں تو اس کو بھی نہایت ہی گندا سمجھتا ہوں۔ کہ کوئی منہ سے دعوے تو بہت کچھ کرے مگر قلب کے حضور کے ساتھ ان کے حصول کی کوشش نہ کرے اللہ تعالےٰ کے بتائے ہوئے طریقوں سے استکبار کرنا اچھا نہیں۔ گو کوئی ان کو سچا سمجھے۔ لیکن جو اپنے خیالات یا موجودہ زمانہ کے حالات سے ڈر کر ذکر الٰہی کو عملی طور پر لغو سمجھے۔ اور اس کے لئے کوئی وقت خالی نہ کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے۔ وہ عملی طور استکبار کرتا اور خدا تعالےٰ کے بتلائے ہوئے طریقوں کی تحقیر کرتا ہے۔

نوافل کی فضیلت

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو تہجد اور نوافل پڑھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ بہت ایسے ہیں۔ جو صرف فرائض کا ادا کر لینا ضروری سمجھتے ہیں۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ بندہ نوافل سے قرب الٰہی حاصل کرتا ہے۔ لوگوں نے اس کے معنے یہ کئے ہیں۔ کہ نوافل بھی قرب کا باعث ہوتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ کہ نوافل ہی قرب کا باعث ہوتے ہیں۔ کیونکہ فرائض کی ادائگی انسان کو ایمان کے درجہ پر پہونچاتی ہے۔ دیکھ لو۔ گورنمنٹ کے ملازمین کے جو فرائض ہوتے ہیں۔ ان کے ادا کرنے پر وہ صرف تنخواہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ انعام کے نہیں۔ ہاں اگر وہ اپنے فرائض سے بڑھ کر کوئی کام کریں۔ تو بے شک انعام پاتے ہیں۔ اسی طرح صرف فرائض کا ادا کرنا خدا تعالےٰ کے قرب کا باعث نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ ایمان کی بنیاد پر قائم کرتا ہے۔ آگے نوافل بڑھاتے اور درجہ دلاتے ہیں۔ پھر بعض اوقات نوافل فرائض کی جگہ بھی کام آتے ہیں۔ کیونکہ کوئی فرض کسی حل سے ادا کیا جاتا ہے۔ اور کوئی کسی سے اس لئے نوافل فرائض کے قائم مقام ہو جاتے ہیں مثلاً ایک گڑھا ہو۔ اگر وہ زیادہ گہرا ہو۔ تو اس میں جو مٹی ڈالی جائے گی۔ وہ اسی میں غائب ہو جائے گی۔ لیکن اگر کم گہرا ہو۔ تو اور مٹی ڈالنے سے وہ گڑھے والی جگہ اور بھی اونچی ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر فرائض کی کمی ہو۔ تو نوافل اُسے پر کر دیتے ہیں۔ اور اگر کمی نہ ہو۔ تو اُسے اور اونچا کر دیتے ہیں۔ بہت سی باتیں ہیں۔ جن کی طرف لوگوں کی توجہ نہیں ہے بحث ومباحثہ کرنے میں تو ہوشیار ہیں۔ مگر ذکر الٰہی اور دعا کرنے میں سست اور غافل۔ لغو اور فضول باتوں سے پرہیز نہیں کرتے۔ اور دین کی عظمت ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ تہجد کی ادائگی اور نوافل کے پڑھنے کی طرف خیال نہیں کرتے۔

یہاں کے بعض لوگوں میں بھی یہ کمی ہے۔ جس کے دور کرنے کی طرف انہیں بہت جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ یہاں قریباً نو ماہ سے بخار چلا آتا ہے۔ اس کے متعلق میں نے دو تین ماہ پہلے بیٹے اپنا رؤیا بھی بتلا دیا تھا۔ کہ میں نے خط تنگ بخار دیکھا ہے۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے پہلے ہٹکنے کی یہی غرض ہوتی ہے۔ کہ لوگ عاجزی اور تضرع اختیار کریں۔ اور خدا کے حضور گر جائیں۔

خدا کے حضور گر جاؤ

کہتے ہیں۔ شیر کے آگے اگر کوئی گر جائے۔ تو وہ حملہ نہیں کرتا۔ شیر کا تو پتہ نہیں لیکن اگر خدا کے آگے کوئی گرے۔ تو وہ ضرور ہی حملہ نہیں کرتا۔ جو کوئی خدا کے حضور گرتا ہے۔ وہ گویا اپنے نفس کو مار دیتا ہے اس لئے سزا سے بچ جاتا ہے۔ دیکھو انسان کے آگے بھی کوئی جھک جائے۔ تو اُسے بھی شرم آجاتی ہے۔ پھر خدا تعالےٰ اپنے آگے گرے ہوئے پر کیوں رحم نہ کرے۔ بچپن میں ہم نے ایک کشتی بنوائی تھی۔ لڑکے اُسے ڈھاب میں تیرانے کے لئے لے جاتے تھے۔ اور بے احتیاطی سے توڑ دیتے تھے میں نے ایک دفعہ لڑکوں کو کہا۔ کہ جب کوئی لڑکا کشتی لے جائے۔ تو مجھے بتانا۔ میں اُسے سزا دوں گا۔ چنانچہ ایک دن جب چند لڑکے اُسے لے گئے۔ تو لڑکوں نے مجھے بتایا۔ میں وہاں گیا۔ اور تو سب بھاگ گئے۔ لیکن ایک کو پکڑ لیا گیا۔ جب میں اُسے مارنے لگا۔ تو اُس نے آگے سے سر ڈال دیا۔ اور کہا۔ کہ لو مار لو۔ یہ سن کر میری ہنسی نکل گئی۔ اور میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ تو جھکے ہوئے پر جب انسان کو بھی رحم آجاتا ہے۔ تو خدا کو کیوں رحم نہ آئے۔ جھکنے سے اسکا بھی غضب ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اگرے ہوئے پر کبھی قدم نہیں مارتا ہاں جو چھاتی نکال کر کھڑا ہو جائے۔ اور غلطی کر کے اس پر اکڑے۔ اُسے گراتا ہے۔ اور جس پر اس کا غضب ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ وہ نہ صرف سزا سے بچ جاتا ہے۔ بلکہ اس کے لئے خدا تعالےٰ کی رحمانیت بھی جوش میں آتی ہے۔ غرض ہماری جماعت کے لئے بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ یہاں کے لوگ بھی اور باہر کے بھی نمازوں میں بہت ہوشیاری پیدا کریں۔ اور دعائیں کریں جسطرح استقلال کی ہر ایک کام میں ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح دعا میں بھی ہے۔ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو چند دن دعا کر کے چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر مساجد میں بہت سی لغو باتیں اور بیہودہ جھگڑے کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ مسجدیں ذکر الٰہی اور دینی امور کے لئے ہیں۔ اسی طرح بہت سی باتیں ہیں۔ جو بظاہر چھوٹی معلوم ہوتی ہیں۔ مگر ان کی وجہ سے آہستہ آہستہ دل پر زنگ لگنا شروع ہو جاتا ہے۔ جسطرح ایک چھوٹی نیکی بڑی نیکی کا موجب ہوتی ہے۔ اسی طرح چھوٹی بدی بڑی بدی کا باعث ہوتی ہے۔ تم لوگ ان باتوں میں اصلاح کرو۔ اور اپنے اندر عاجزی اور فروتنی کا مادہ پیدا کرو۔ تاکہ اگر خدا کا غضب ہو تو ٹھنڈا ہو جائے۔ یہ بیماریاں اور مشکلات [illegible] نہیں

آرہی - جماعت کا کوئی نہ کوئی حصہ ضرور ایسا ہے جس کی وجہ سے یہ تکالیف ہیں - اس لئے اصلاح کرو - اور دعاؤں پر خوب زور دو - جب تمہارے سامنے دو چیزیں ہیں - ایک خدا کا غضب اور دوسرے اس کا رحم تو تم اچھی چیز کو حاصل کرنے کی کوشش کرو - اس کے حصول کے لئے دعائیں کرو - اور بہت کرو - اور عاجزی بھی پیدا کرو - صرف دعا اس وقت تک کوئی نتیجہ نہیں پیدا کرتی - جب تک کہ اس کے ساتھ عاجزی نہ ہو ایک پگلا ہوا اور گداز قلب اگر غلطی کرتا ہے - تو بھی اسے خدا کے حضور گرنے کا موقعہ مل جاتا ہے - اسلئے وہ آئندہ اس قسم کی غلطی سے بچ جاتا ہے - آجکل ہیضہ بہت پھیلا ہوا ہے - ایسے غضب کے دنوں میں بہت بڑی توجہ کی ضرورت ہے - تاکہ تم پر خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہو - جب فضل نازل ہو جاتا ہے - تو پھر اسکا غضب ہٹ جاتا ہے - کیونکہ رحم اور غضب دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے - خدا تعالیٰ فرماتا ہے - رحمتی وسعت کل شیئ - میری رحمت ہر شے پر چھائی ہوئی ہے - جیسے کہ دوسری صفات پر بھی غالب ہے - تو جب خدا کی رحمت آتی ہے - سب بلائیں ٹل جاتی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا - کہ مجھے آگ سے مت ڈراؤ - آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے - تو آگ سے کس وقت ڈر نہیں جبکہ اپنے آپکو غلام بناؤ - تم اپنے آپ کو خدا کے حضور اور نبیوں کے احکام کے آگے عبد کی طرح بناؤ - پھر کوئی چیز تمہارے لئے روک نہیں ہو سکیگی - نہ تم پر مصائب آئیں گے - نہ بیماریاں غالب ہو سکینگی - نہ دشمن کچھ بگاڑ سکینگے ✤

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اپنے کرم اور رحم کے تحت لائے - اور تمام جماعت پر اپنا فضل کرے - اور اپنے خاص انعامات کا وارث بنائے - اور ہمیں ان عہدوں کے پورا کرنے کی توفیق دے - جو ہم نے کئے ہیں - وہ طاقت بخشے - جس سے ہم اس کے انعاموں کے جذب کرنیوالے بنیں - اور وہ قوت دے جو اس کے غضب کو ہٹانے اور رحم کو کھینچنے والی ہو ✤ (آمین)

ہمارے لنڈن مشن کی حالت

اور

اُس کے متعلق بعض تجاویز

از خاکسار جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے مبلغ انگلستان

مَیں نے یہاں پہونچکر اس بات کو سختی سے محسوس کیا ہے - کہ ہماری جماعت لنڈن مشن کی طرف ایسی متوجہ نہیں ہے - جیسی کہ ہونی چاہیئے - لنڈن مشن کی اہمیت تو اسی بات سے آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے - کہ اللہ تعالےٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہاموں کشفوں اور دعاؤں کا بہت سا حصہ عیسائی لوگوں کو راہ ہدایت پر لانے کے متعلق ہی ہے - اور آنحضور کی نسبت احادیث اور قرآن شریف میں جو پیشگوئیاں ہیں - ان میں بھی بڑے شد و مد سے انہیں اقوام کا ذکر ہے - اس سے ثابت ہوتا ہے - کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے اہم فرائض میں سے ایک یہ بھی ہے - کہ ممالک یورپ میں اسلام کا نور پھیلانے کی سر توڑ کوشش کریں ✤

اس کے علاوہ بعض وقتی مصلحتیں بھی ہوتی ہیں جن کو ایک ہوشیار مومن نظر انداز نہیں کر سکتا - ان میں سب سے بڑی بات یہ ہے - کہ عیسائی مشنوں کا ہندوستان سے غلبہ اس وقت تک کبھی دور نہیں ہوگا - جب تک کہ ہم عیسائیت کے گھر یعنی یورپ پر پورے زور سے حملہ آور نہ ہوں گے - آجکل کی دنیاوی جنگوں نے بھی یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچا دی ہے - کہ دفاع کا سب سے اعلیٰ طریق حملہ کرنا ہے - اور عقلمند لوگ فی زمانہ اسی بات پر کاربند ہو رہے ہیں - اس لئے لنڈن کے مشن کو مضبوط کرنے سے صرف یہی نہیں ہوگا - کہ وہاں انگریز احمدی مسلمانوں کی ایک جماعت پیدا ہو جائیگی - بلکہ جوں جوں اسلام ولایت میں پھیلیگا - توں توں ہندوستان میں عیسائی مشن کمزور ہوتے جائیں گے - اس کے بغیر عیسائی مشنریوں کو یہاں خواہ کامیابی ہو - یا نہ ہو - جب تک کہ یورپین اقوام حقیقی اسلام سے واقف نہ ہونگی - اور وہ لوگ مالی رنگ میں عیسائی مشنریوں کی امداد کرنا ترک نہ کریں گے - یہ ہندوستان ہی میں نہیں - بلکہ تمام اسلامی بلاد میں پھیلتے جائیں گے - کیونکہ اس صورت میں ان لوگوں کا کچھ بھی نقصان نہیں - یہ اپنی تنخواہیں لے لیتے ہیں - اگر کوئی نقصان ہوتا ہے - تو اسلام کا ہوتا ہے نہ کہ عیسائیت کا - اس لئے بجائے اس کے کہ ہم عیسائیت کے مقابلہ میں اپنی طاقت اور روپیہ یہاں خرچ کریں یہ بہتر ہوگا - کہ اسکا بڑا حصہ ولایت میں خرچ کیا جائے ✤

دوسری بات جو قابل غور ہے - وہ یہ ہے - کہ ہماری جماعت ولایت کے مشن پر اپنا وقت اور روپیہ ایک حد تک خرچ کر بھی چکی ہے - جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے - کہ اب ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں - اور کام نے ایسی صورت اختیار کر لی ہے - کہ ضرور ہے - اس کو مفید تر بنانے کے لئے خرچ اور محنت میں ایزادی کی جائے - کیونکہ توسیع کام سے توسیع خرچ ضرور ہوتا ہے ✤

شروع شروع میں تو ہمیں کام کرنے کے ذریعہ کی تلاش تھی - اور اس بات کی فکر تھی - کہ کہاں کہاں خرچ کیا جائے - اور کسطرح کیا جائے - لیکن ایک لمبی کوشش کے بعد جب ذرائع اور وسائل پیدا ہو گئے ہیں - تو افسوس ہوگا - کہ ان سے فائدہ نہ اٹھایا جائے ✤

ولایت میں کامیابی کے ساتھ کام کرنے کے لئے اس بات کی سخت ضرورت ہے - کہ وہاں کے رہنے والے لوگ ہمارے مبلغ کے مددگار اور معاون ہوں - اور اس کے نام اس کے کام اور سلسلہ کی کتابوں کی لوگوں میں خوب اشاعت کریں - اور متلاشیان حق سے اس کی ملاقات کرائیں - خواجہ صاحب کو تو یہ بات جاتے ہی حاصل ہو گئی تھی - کیونکہ انگلستان کے تمام مسلمان خواہ وہ انگلستان کے باشندے تھے - خواہ مشرقی ممالک ہندوستان - عرب مصر - فارس وغیرہ سے آکر وہاں کسی نہ کسی وجہ سے ٹھہرے ہوئے تھے - سب ان کے معاون اور مددگار تھے - لیکن ایک احمدی مبلغ کے لئے یہ تمام باتیں مفقود تھیں -

اسلئے اس کے لئے ضروری تھا۔ کہ پہلے وہ خود دوسرے لوگوں کو اپنے رنگ میں رنگین کرے یعنی احمدی بنائے اور پھر اُن سے بطور معاون اور مددگار کے کام لے اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ یہ مرحلہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور کرم سے طے ہو گیا ہے۔ اب اگر ہمارے پاس اشاعت اسلام کے لئے سامان اور کافی روپیہ ہو۔ تو امید ہے کہ یہ ربانی سلسلہ انگلستان میں جلدی ہی پھیل جائیگا ؀

ایک تو وہ زمانہ تھا۔ کہ میں حیران ہوتا تھا۔ کہ کس سے ملوں۔ اور کس سے جاکر بات کروں۔ اور اس بات کی سخت تلاش رہتی تھی۔ کہ کوئی نیک شخص ملے تو اس کے سامنے اپنا لٹریچر پیش کروں۔ یا اب یہ وقت ہے کہ لوگ کتابیں مانگتے ہیں۔ لیکن کتابیں ضرورت کے مطابق کافی نہیں ہیں۔ لوگ ملاقات کی خواہش رکھتے ہیں لیکن ایک مبلغ کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ سب کو خاطر خواہ وقت دے سکے۔ خاصکر جب لنڈن سے باہر جانے کی ضرورت پڑے۔ تو اور بھی زیادہ مشکل کا سامنا ہوتا ہے ؀

اس وقت جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے ہماری مدد کے لئے تیار کر دیا ہے۔ وہ دو قسم کے لوگ ہیں۔ اوّل تو وہ جو احمدی مسلمان ہیں۔ دوسرے وہ جو ابھی بظاہر تو عیسائیت پر قائم ہیں۔ لیکن ہماری تعلیم کا ان پر اس قدر گہرا اثر ہو چکا ہے۔ کہ وہ دراصل ہمارے اور اسلام کے دوست بن گئے ہیں۔ اور مقابلتاً اسلام کو عیسائیت پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس لئے ہمارے خیالات اور کتب و رسائل کی لوگوں میں برملا اشاعت کرتے اور اس کام میں ایک قسم کی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ ان دو قسم کے لوگوں کے متعلق میں مثالیں بیان کرتا ہوں ؀

پورٹ سمتھ انگلستان کے جنوب میں ایک بڑا مشہور اور پرانا شہر ہے۔ اس کی آبادی بھی کوئی چار لاکھ سے زیادہ نفوس کی ہوگی۔ وہاں اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایک عورت اور ایک مرد احمدی ہو گئے ہیں جو نہایت نیک اعمال کے شیدا اور اسلام کی باریک سے باریک راہوں پر چلنے والے ہیں۔ سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ کا جوش ان کی طبیعتوں میں بھرا ہوا ہے۔ ان کے زیر اثر بیس کے قریب مرد عورت ہیں۔ اب اگر ہم ان کو بقدر ضرورت مذہبی لٹریچر بہم پہونچا سکیں۔ یا ہمارے مبلغین میں سے کوئی وہاں رہائش اختیار کر لے۔ اور روزانہ ملاقاتوں میں اور ہفتہ وار لکچروں کے ذریعہ اسلام کی اشاعت شروع کر دے۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید ہے۔ کہ ایک سال کے اندر اندر یہ دو کی تعداد ایک معقول تعداد تک پہونچ جائے۔ اور آئیندہ کے لئے اسی تناسب سے ترقی شروع رہے۔ کیونکہ جب دو اشخاص قریباً بیس اشخاص میں اسلام کے متعلق دلچسپی پیدا کر سکتے ہیں۔ تو ضرور ہے۔ کہ جب ان کی تعداد بڑھ جائے۔ تو وہ سینکڑوں میں دلچسپی پیدا کرنے کا باعث ہو سکیں اور اسی طرح اسلام لانے والوں کی تعداد دن بدن بڑھتی رہے۔ اسی طرح لنڈن میں اور انگلستان کے بعض اور مقامات میں بھی کام شروع ہو سکتا ہے۔

انگلستان میں ایک اور شہر ہے۔ وہاں عیسائی لوگوں کی ایک جماعت کو اسلام کے ساتھ محبت اور تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ اور بعض لوگ ان میں سے اسلام کی کتابوں کے مطالعہ کے علاوہ ان کی اشاعت کا بھی شوق رکھتے ہیں۔ اور ایک دفعہ ان لوگوں نے مجھ سے اڑھائی سو کتابیں منگوا کر اپنے چھوٹے سے قصبہ میں تقسیم بھی کی ہیں۔ اب بھی وہاں تبلیغ کا کام اسی طریق سے جاری رہ سکتا ہے۔ بشرطیکہ ہمارے چھوٹے چھوٹے تبلیغی رسالجات مفت تقسیم کرنے کے لئے ہوں۔ پھر بعض علمی رنگ کی انجمنوں سے بھی تعلق ہو گیا ہے اور وہ انجمنیں بھی تبلیغ اسلام کا مرکز ہو سکتی ہیں لیکن کام شروع کرنے کے وقت ہر ایک شخص اور ہر ایک انجمن کے ساتھ ایک نیا رنگ اختیار کرنا پڑے گا بعضوں کو قیمتاً کتابیں دی جائیں گی۔ بعضوں میں مفت تقسیم کی جائیں گی۔ بعضوں سے صرف زبانی گفتگو اور ملاقات سے حق پہونچایا جائیگا ؀

ان تمام باتوں کے لئے مندرجہ ذیل امور ضروری ہیں :-

اوّل - ایک اور مبلغ انگلستان میں روانہ کیا جائے۔ کیونکہ ایک آدمی کو کام میں نہایت مشکلات پیش آتی ہیں اور بعض دفعہ سفر یا بیماری میں تکلیف ہوتی ہے۔ ملاقات اور خط و کتابت کا کام بہت ہی محدود رہتا ہے ؀

دوم - بارہ یا پندرہ صفحہ کا رسالہ کئی ہزار کی تعداد میں ماہوار مفت شائع کیا جائے۔ اور سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں انسانوں تک آواز پہونچائی جائے۔

سوم - لنڈن میں ایک ایسا کتب خانہ قائم کیا جائے جس میں سے لوگوں کو عاریتاً کتابیں مطالعہ کے لئے تقسیم کی جائیں۔ اس پر انشاء اللہ سوائے مکان کے کرایہ کے اور ڈاک کے خرچ کے اور کچھ خرچ نہیں ہوگا۔ کیونکہ کتابوں کے جمع کرنے کا انتظام ہو رہا ہے۔ اور امید ہے کہ انشاء اللہ تھوڑے ہی خرچ پر مفید کتابیں مہیا ہو جائیں گی۔ ان میں اکثر حصہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کا ہوگا۔ اگر جماعت اس طرف توجہ کرے اور یہ تمام باتیں عمل میں آجائیں۔ اور اس کے ساتھ الحاح اور تضرع سے خدا کے حضور دعائیں کی جائیں۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ ہمیں اسقدر کامیابی ہوگی۔ کہ دشمن بھی حیران رہ جائیں گے کیونکہ ہماری کوشش اللہ تعالےٰ کے فضل اور کرم سے نقصوں سے پاک ہے ؀

ایک مذہب کی طرف جو لوگوں کے دل کھینچے جاتے ہیں۔ تو اس کی دو وجہیں ہوتی ہیں۔ ایک عقلی اور نقلی دلائل دوسرے ایسے روحانی برکات اور نشانات جن سے ثابت ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کا زبردست ہاتھ اس مذہب اور مذہب والوں کی مدد میں ظاہر اور مخفی طور پر کام کر رہا ہے۔ ووکنگ کے مشن نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کو چھوڑ کر روحانی برکات اور نشانات سے اپنے آپ کو محروم کر لیا ہے۔ اور صرف عقلی اور نقلی[عہ] دلائل سے فائدہ اٹھا رہا ہے

عہ - یعنی بغیر اظہار نام کے ان عقلی اور نقلی دلائل سے کام لیتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کی شاگردی میں انھوں نے سیکھی تھیں یہی وجہ ہے۔ کہ بعض لوگ اسلام کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی پیٹنٹ دوائی کا لیبل اتار کر مریضوں کو دے۔ اور پھر اپنی ذاتی قابلیت اور علم طب کی بڑیں اسطرح ہانکنے لگے۔ کہ یہ دوائی میری ایجاد ہے حالانکہ جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ وہ دھوکہ باز ہے ؀ (ایڈیٹر)

اور ہمارا مشن انشاءاللہ تعالےٰ ان دونوں قسموں کے دلائل سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اور اٹھائیگا۔ اگرچہ وقتی طور پر ہمارے لئے یہ رکاوٹ بھی ہے۔ لیکن اس رکاوٹ کی یہی وجہ ہے۔ کہ ہم نے ابھی تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانحعریاں بحیثیت نبیوں کے ایسے رنگ میں ان لوگوں کے سامنے پیش نہیں کیں۔ جسے وہ آسانی سے سمجھ سکیں۔ جب یہ کام ہو گیا۔ تو انشاءاللہ تعالےٰ یورپ کے لوگ جوق درجوق ہمارے سلسلہ میں داخل ہونا شروع ہو جائیں گے ؛

دوسرا نقص جو ووکنگ مشن میں ہے۔ وہ اسکا ایک واحد شخص کا کام ہونا ہے۔ اور یہ ایک ایسا نقص ہے جس سے تمام اسلامی مملکتیں۔ تجارتیں اور زمیندارے سب اسی نقص کی وجہ سے تباہ ہو گئے ہیں۔ کہ ان کا دارومدار صرف ایک شخص پر تھا۔ اسلئے جب اس شخص کی حالت بدل گئی یا اس کے ارادہ میں فرق آگیا۔ یا اس کو موت آگئی۔ تو تمام کام یکلخت تباہ ہو گیا۔ اسی وجہ سے مسلمانوں کی تبلیغی کوششیں بھی ناکام رہیں۔ شیخ عبداللہ کوئلم نے لورپول میں کام شروع کیا۔ یہ بھی ایک شخص کا کام تھا۔ اس لئے اسے جب انگلستان سے بھاگنا پڑا۔ تو اسکا مشن بھی ساتھ ہی تباہ ہو گیا۔ اس مشن کا جتنا روپیہ یا مکانات بچے وہ یا تو شیخ کے کام آئے۔ یا شیخ کی اولاد کے۔ یہاں تک کہ جو کمرے بطور مسجد کے استعمال ہوتے تھے۔ وہ بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئے۔ اور انگریز لوگ جو ان کے ذریعہ مسلمان ہوئے تھے۔ وہ پھر دوسروں میں مل گئے۔ چنانچہ اب سوائے دو یا تین اشخاص کے کسی کا پتہ نہیں چلتا۔ اسی طرح مسٹر لائٹنر کا معاملہ ہے۔ یہ مسٹر لائٹنر کی مہربانی ہے۔ کہ مسلمانوں کو ووکنگ کی مسجد مل گئی۔ ورنہ قانوناً کسی مسلمان جماعت کا اس پر کوئی حق نہ تھا ؛

اس زمرہ میں عبداللہ مہروردی صاحب بھی ہیں آپنے بھی لنڈن میں کامیابی سے تبلیغ کی۔ رسالہ بھی جاری کیا۔ لیکن جب ہندوستان کا قصد کیا۔ تو تمام کام وہیں کا وہیں رہ گیا اب ان کے مسلمان کردہ مسلمانوں میں سے صرف ایک شخص کا پتہ چلا ہے ؛

یہ ایسے مشنوں کا انجام ہوا۔ جو فرد واحد کے ذریعہ چلتے تھے۔ لیکن اس کے برخلاف اگر تبلیغ کا کام ایک جماعت کے سپرد ہو۔ اور اس جماعت کا ہر ایک فرد اُسے اپنا ذاتی کام تصور کرے۔ تو پھر اس کام پر زوال آنا اگر ناممکن نہیں۔ تو مشکل ضرور ہے۔ کیونکہ جماعت پر جلدی موت نہیں آتی۔ اور اس میں تغیر کا موقعہ بھی کم آتا ہے۔ اس لئے کام مسلسل ایک رنگ میں کئی نسلوں تک چلتا رہتا ہے۔ جس سے اتنے بڑے بڑے فوائد مترتب ہوتے ہیں۔ جو غالباً شروع کرنے والوں کے گمان میں بھی نہیں ہوتے ؛

ووکنگ مشن میں تیسرا نقص یہ ہے۔ کہ خواجہ صاحب چندہ کو اپنا ذاتی مال سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے کام کو اور زیادہ وسعت دینا بہت مشکل ہے۔ انہیں خرچ کرنے کے لئے ہر دفعہ جیب میں ہاتھ ڈالتے وقت بڑی سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اور غیر احمدی لوگ استقلال سے چندہ بھی نہیں دیتے۔ اس لئے میرے خیال میں خواجہ صاحب اپنے کام کو اور وسعت نہیں دے سکتے ؛

لیکن ہمارا کام اس نقص سے بھی پاک ہے۔ ہمیں جو چندہ ملتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ اور اس کی برگزیدہ جماعت کا مال ہے۔ اسلئے کارکنوں کی طبیعت میں بر موقع خرچ کرنے اور کام کو وسعت دیتے وقت وہ قبض نہیں پیدا ہو سکتی۔ جو دوسرے کے مال کو ناجائز طور پر اپنا سمجھ کر جیب میں ڈال لینے اور پھر نکالنے کے وقت ہوتی ہے ؛

جواب کی نرالی طرز

آج ۸۔ اگست مجھے "اخبار پیغام" دیکھنے کا اتفاقاً موقعہ ملا۔ تو اس میں میرے اس پرچہ کا جواب تھا۔ جو ۵ اپریل ہی کو حکیم شاہنواز صاحب کی خدمت میں پہونچا ہوا ہے اور بعد انتظاری شدید رسالہ تشحیذ الاذہان ماہ مئی میں شائع بھی ہو چکا ہے۔ اور یہ جواب گویا اسی پرچہ کا ہے جسکے متعلق پرچہ سابقہ اخبار الفضل میں جواب کے لئے غیر مبائعین کو پیش عرض کیا تھا۔ مگر افسوس سے ناظرین سنیں گے۔ کہ جناب حکیم صاحب نے جس طرز سے جواب لکھنا شروع کیا ہے۔ وہ بتلا رہا ہے۔ کہ حکیم صاحب جواب دینے سے گریز اختیار فرما رہے ہیں۔ کیونکہ نہ تو مجھے مطلع کیا ہے۔ کہ تمہارا جواب پیغام میں چھپ رہا ہے۔ اور نہ چھاپنے سے پہلے مجھے اپنے جواب سے آگاہی دی ہے اور نہ ہی اب پرچہ اخبار پیغام مجھے بھیجا جاتا ہے۔ اور نہ ہی میرا مضمون چھپوایا ہے۔ لہٰذا میں منصفین کو متوجہ کرتا ہوں۔ کہ کیا جواب دینا اسی کو کہتے ہیں۔ کہ سائل کو اطلاع نہ دی جائے۔ اور جو کچھ دل میں آیا۔ لکھدیا۔ اور وہ بھی آٹھ ماہ بعد جب بار بار تقاضا کیا جائے تو سائل سے مخفی رکھنے کی کوشش کیجائے۔ لہٰذا میں طالبین حق اور منصفین کو فہمائش کرتا ہوں۔ کہ میرا مضمون تشحیذ الاذہان ماہ مئی میں جھپکر شائع ہو گیا ہوا ہے۔ اسکو ضرور ملاحظہ فرماویں۔ تاکہ آپ کو مسئلہ نبوت مسیح موعود کی اصلیت سے آگاہی ہو جائے۔ اگر حکیم صاحب نے اپنا جواب مجھے بھیجا تو ناظرین کے سامنے ان کی تار و پود جو کمثل بیت العنکبوت ہیں۔ اور جس سے سمجھا جاتا ہے۔ کہ ان کو حضرت صاحب سے کوئی تعلق نہیں۔ ہدیہ ناظرین کر دیئے جائیں گے ؛

خاکسار محمد ابراہیم بقاپوری

بائیبل میں تحریف

عیسائی صاحبان جواب دیں

اگر انجیل کو ایک سرسری نظر سے بھی دیکھا جائے تو یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ جاتا ہے۔ کہ یہ اپنی اصلی حالت پر نہیں رہی۔ بلکہ اس میں دست برد ہو چکی ہے اور یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ اس میں انسانی ہاتھوں کا دخل نہ ہو۔ ورنہ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ انجیل میں اس قدر عظیم الشان اختلاف پایا جائے۔ جسے پڑھ کر انسان حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔ کیا وہ کتاب جو اپنے آپ کو الہامی کہتی ہے۔ باوجود اس عظیم الشان دعوے کے اس قدر

اختلاف رکھ سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس اگر یہ کتاب اپنی اصلی حالت پر قائم ہوتی۔ اور اس میں کسی انسان کا دخل نہ ہوتا۔ تو پھر اس میں اسقدر اختلاف نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن اگر اس میں اسقدر اختلاف موجود ہے۔ اور ضرور ہے۔ تو لازماً ماننا پڑے گا۔ کہ یہ الہامی نہیں ہوسکتی۔ اور جب الہامی نہ ہوئی۔ تو موجودہ زمانہ میں قابل اتباع اور خداتعالےٰ تک پہونچانے کا ذریعہ بھی نہیں ہوسکتی۔ عیسائی صاحبان یہ بہت بڑا دعوےٰ کیا کرتے ہیں۔ کہ انجیل میں تحریف نہیں ہوئی۔ لیکن انجیل کی مختلف کتابوں اور عبارتوں کو پڑھ کر یقیناً یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اس میں تحریف ہوئی ہے۔ نمونہ کے طور پر ایک حوالہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

متی کی انجیل مطبوعہ لنڈن کے باب ۱۷ آیت ۲۱ میں یہ عبارت درج ہے۔

"Howbeit this kind goeth not out but by prayer and fasting"

امریکن مشن پریس لودیانہ ۱۸۸۵ء کی اردو چھپی ہوئی بائیبل کے الفاظ یہ ہیں۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تمہیں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوتا۔ ... تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے کہ یہاں سے وہاں چلا جا۔ تو وہ چلا جاتا۔ اور کوئی بات تمہاری ناممکن نہ ہوتی۔ مگر اس طرح کے دیو بغیر دعا و روزہ کے نہیں نکالے جاتے"۔ متی باب ۱۷۔ آیت ۲۰۔۲۱۔

لیکن بخلاف اس کے ۱۹۰۸ء کی اناجیل میں یہ ساری عبارت نہیں پائی جاتی۔ بلکہ ان دونوں آیتوں کو ملا کر ایسی عبارت بنادی ہے۔ کہ جس کا کچھ اور ہی مطلب نکلتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے۔ کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا۔ اور وہ چلا جائیگا۔ اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی"۔

اب پادری صاحبان جواب دیں۔ کہ کیا یہ تحریف ہے یا نہیں۔ اکیسویں آیت جس میں روزے اور دعا کا ذکر ہے۔ ۱۹۰۸ء کی مطبوعہ اناجیل میں اس کا ذکر کیوں ترک کردیا گیا ہے۔ اگر کہو سہواً ایسا ہوگیا۔ تو یہ عذر قابل پذیرائی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ سہواً ہوسکتا تھا تو ایک مطبع والے کو۔ نہ کہ ۱۹۰۸ء کے مختلف مطبعوں والے جنہوں نے مختلف اناجیل کو شائع کیا ہے۔ سہو کے شکار بن گئے۔ اور سہو کا بھی ایسا اتفاق کہ سب سے اکیسویں آیت ہی ترک ہوئی۔ پھر ایک الہامی کتاب میں اس قسم کی سہو قابل معافی نہیں ہوسکتی۔ جبکہ اس کی اصلاح کی طرف خیال بھی نہ کیا جائے۔

پس اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کارروائی عمداً اور مشورہ سے کی گئی ہے۔ ورنہ مختلف کاتبوں کو ایسی ایک آیت میں اور بعض کے ایڈیشنوں میں غلطی اور سہو کیونکر ہوسکتی ہے۔ اور اگر بفرض محال یہی مان لیا جائے۔ کہ سب کاتب اس آیت کے لکھنے کے وقت اندھے ہوجاتے تھے تو بائیبل کے بے شمار پڑھنے والے تو ماشاء اللہ آنکھیں رکھتے تھے۔ انھوں نے آج تک کیوں اصلاح نہ کردی۔

(خاکسار عبید اللہ وزیر آبادی)

فہرست نومبائعین

بابت ماہ جولائی و اگست ۱۹۱۶ء

دسن ترکمان ۔ لائلپور
اسماعیل ۔ بارہ بنکے
عمرالدین ۔ ہوشیارپور
مرزا افضل بیگ ۔ گورداسپور
مرزا الم الدین ۔ "
مولوی غلام حسن ۔ ہزارہ
احمد کٹی ۔ مالابار
مریم کنجی ۔ "
محمد ۔ "
بی بی ۔ "
مریم "

قلندر ۔ مالابار
حسین "
رمضان صاحب کشمیری ۔ لائلپور
ماسٹر غلام احمد ۔ بریلی
ولایت حسین ۔ کانپور
دین محمد ۔ پونہ
رحیم بخش ۔ "
خوشی محمد ۔ سنگرور
ادریس محمد ۔ "
میاں برکت ۔ "
اہلیہ " "

مہرالدین پونہ
عطا محمد "
اللہ دین ۔ گجرات
اہلیہ " ۔ "
مستری مہتاب دین ۔ لاہور
رحیم بیگ پہاڑ شیٹ
نور محمد ۔ "
والدہ " "
طالع بی بی ۔ گجرات
فضل بی بی ۔ "
بیگم بی بی ۔ "
احمد علی ۔ سیالکوٹ
ڈاکٹر عطاء اللہ برما
غلام حسین ۔ ایبٹ آباد
اہلیہ صاحبہ وزیر محمد خان حیدرآباد دکن
حکیم منشی الہ یار ۔ ڈیرہ اسمٰعیلخان

جہان خان ۔ لائلپور
علی احمد ۔ سیالکوٹ
محمد حیات ایبٹ آباد
سلطان احمد شاہپور
اہلیہ ہاشم علی "
اہلیہ احمد خان "
مسماۃ تبارک بردوان
عبدالکریم ۔ لائلپور
محمد یعقوب صاحب ڈیرہ دون
اللہ دتہ ۔ گورداسپور
عبداللہ پٹیالہ
منشی اللہ دتہ لائلپور
غلام محمد "
عبدالحمید خان "
رقیہ بی بی ۔ کالی کٹ